

نور افشاں

قیمت سالیانہ بلا محصول ... حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی قیمت سالیانہ معہ محصول ...

نمبر ۳۰ جلد ۳ لودیانہ ۲۹ جولائی ۱۸۷۵ء قیمت فی پرچہ ۶ پائی

اشتہار

منجانب

صاحبان ہل ورتھیہ ایجنٹان تجارت بیرونی

مقام لنڈن نمبر ۲۳ چیپ سیڈ

واضح رہے کہ مسٹر سوٹر صاحب نے بمقام لنڈن نمبر ۲۳ چیپ سیڈ میں بڑی رونق اور کامیابی کے ساتھ کئی سال سے کاروبار تجارت مال برآمد جاری رکھا فی الحال صاحبان ہل اور ہتیھہ اُنکے قایم مقام ہوکر پادری صاحبان و دیگر صاحبان ہندوستانی و یوروپین کی خدمت میں جنہیں لنڈن سے کچھ اسباب منگانے کی ضرورت ہو فرمایش کے لئے التماس کرتے ہیں۔

صاحبان ہل اور ہتیھہ نے مدت سے اشیاء کی خرید و فروخت میں کامل تجربہ حاصل کیا ہی اور ہمیشہ عمدہ اور نادر اشیا کو حتی الامکان ارزاں قیمت پر بھیجنے میں سعی و کوشش کرتے رہے ہیں اور ہر قسم کا اسباب خرید کر بحفاظت تمام بند کر کے مشتریان کی خدمت میں دریا و اصعار میں بھیجتے ہیں جس سے کرایہ و دیگر اخراجات میں بڑی کفایت رہتی ہی اور پادری صاحبان سے کچھ کمیشن بھی نہیں لیتے ہیں۔

مناسب ہی کہ جو صاحبان جدید جس قدر اسباب طلب فرماویں قیمت اُس کی ہمراہ اپنی درخواست کے بھیجدیں یا کسی ایجنٹ مقیم لنڈن کے نام ہنڈوی روانہ فرماویں جو بنگام پیش کرنے فرد قیمت اسباب کے زر قیمت ادا کر دیں۔

صاحبان ہل اور ہتیھہ امریکن پادری صاحبان مقیم لودیانہ اور ارکاٹ اور ویلور اور بیروٹ اور قسطنطنیہ کے ایجنٹ ہیں۔

جو صاحب کچھ دریافت کرنا چاہیں صاحب مہتمم نور افشاں سے دریافت کر سکتے ہیں۔

التماس مکرر بلکہ سہ کرر

ہم بار بار صاحبان مشتریان اخبار نور افشاں کی خدمت میں التماس کر چکے ہیں کہ براہ مہربانی قیمت بقایا اور پیشگی مرحمت فرماویں۔ مگر اب تک اکثر صاحبان نے اس طرف توجہ نہیں کی ہو۔ امید ہی کہ ہمارے ناظرین اس عرض داشت پر خیال فرما کر دریا دلی کو کام فرماوینگے۔

بقیہ صبح کا بھولا شام کو لوٹا

وزیر علی کی دوسری ملاقات

دوسرے دن شام کے قریب وزیر علی صاحب عین وقت پر تشریف لائے اور کل کی نسبت زیادہ خندہ پیشانی سے سلام علیک کر کے بیٹھ گئے۔ آتے ہی ایسی بے تکلفانہ گفتگو شروع کی کہ گویا برسوں کی محبت تھی بختیار اُسکے خیر مقدم کی خوشی میں بے اختیار ہوکر بول اُٹھا کہ صاحب معلوم نہیں آپ کی صحبت میں کیا جادو ہی اور گفتگو میں کیسا اثر کہ گو دن بھر بازار کے کام کاج میں لگا رہا ہوں ہر ایک سے بات چیت بھی کی سب کی سُنی اور اپنی سُنائی بہت کچھ دیکھا بھالا کسی کی طرف متوجہ ہوا اور کسی کو ٹالا مگر کام کچھ نہیں ہوا آپ کی رات کی بات برابر دل میں کھٹکتی رہی بہتیرا سوچ بچار کیا مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کیا معما تھا اور اُس کی سوچ میں اور کسی چیز کا دھیان تک ہونے نہیں پایا۔ تم نے تو ایک اچنبا بات سُنائی کہ جیکا اگر سر تھا تو دُم کا پتہ ہی نہیں مگر اُسی کی طرح

اپنی کلام کا تانا بانا سارا تنا اور پیچھے سے پھر اپنے ہی شکم میں ڈال لیا بھلا خیال تو فرمایئے کہ جو بات آدھی پیٹ میں اور آدھی منہہ میں ہو اُسکا مطلب کیونکر کھُلے اور بالفرض اگر بقول آپکے زمانہ میں ایسا ہی بھاری انقلاب ہونیوالا ہی تو پھر کام کاج کی طرف دل کیا خاک لگے مجھکو تو ابھی فکر لگا رہا کہ اگر خدانخواستہ انگریزوں کی عملداری میں ذرا بھی خلل آگیا تو ہم لوگوں کی زندگی کا کہاں ٹھکانہ ہوگا ملک کی حفاظت تو ریاست کی مضبوطی پر منحصر ہی اور جب ریاست کو ہی ضعف آیا تو پھر رعایا کو امن چین کہاں لیکن میں اس وقت اپنی دہشت ناکیاں سُنا کر آپکا منہہ بند کرنا نہیں چاہتا آپ مہربانی کرکے اپنے بیان کو ذرا تفصیل دیجیے کہ وہ کیا بات تھی اور اُس سے نتیجہ کیا پیدا ہونیوالا ہی مگر اول طعام بعدہٗ کلام یہہ کہکر بھٹیاری سے روٹی مانگی اور وزیر علی سے بھی نان و نمک چکھنے کی درخواست کی کہ کھانا کھاتے وقت زیادہ گفتگو کرنا طرفین نے ہی مناسب نہ سمجھا اسواسطے کھانے سے فراغت پاکر جب حقہ سامنے رکھا گیا تو وزیر علی صاحب یوں شروع ہوئے۔ صاحب آپ یقین فرماویں کہ انگریزوں کی عملداری سے سب لوگ ناراض ہیں کوئی شاذ و نادر ہی ان سے خوش ہوگا میں جب ہندوستان سے آیا تھا تو گھر گھر یہی آگ سلگ رہی تھی اور ہر ایک کے دل میں غصہ بھرا ہوا چھوڑ آیا تھا۔ بھٹیارا گھبرا کر بولا کہ حضرت آپ کل بھی ایسا ہی فرماتے تھے کیوں نہیں ذرا کھولکر بیان کر دیتے کہ اصل بات سمجھ میں آجاوے ہم لوگ تو انگریزی عملداری سے نہایت شکرگذار ہیں اُسنے جواب دیا کہ آپ تب ہی تک شکرگذار ہیں جب تک وہ باتیں آپ پر نہیں گذریں البتہ اگر پنجاب میں بھی ویسی تشدد شروع ہو جاتا تو آپکو معلوم دیتا۔ دیکھیے انسان کی زیست کا مآل صرف دو چیزیں ہیں دنیا اور دین سو ان کی عملداری میں دونو چیزیں ہمارے ہاتھ سے جاتی ہیں نہ تو دنیا کا ہی کچھ بنتا ہی اور نہ دین کا غور کرنے کی بات ہی کہ ان کے عہد میں کالے آدمی کا تو خواہ وہ ادنے ہو خواہ اعلے ذرا بھر قدر نہیں سب کے سب گھاس پھوس کی طرح پامال کئے جاتے ہیں اور بقول اُس نو وارد مثل کہ خواہ جیپ کر خواہ ہیں کالا کالا ایک نہ چھوڑوں سب ایک ایک کے کھائے جاتے ہیں۔ فرنگیوں نے ہمارے راجے اور نوابوں کے ایسے پر پرزے کاٹے ہیں کہ وہ بیچارے دم نہیں مار سکتے اور اس پر بھی قناعت نہ کرکے کوئی نہ کوئی سچی جھوٹی بات اُن کے ذمہ لگا وطن سے بیوطن کرا اُنکی پشت ہا پشت کی ریاستیں ضبط کیا چاہتے ہیں جاگیرداروں کی تو کچھ پوچھو ہی نہ جن جن کی جاگیریں انکی ہوتی جاتی ہیں اور بیچاروں کا نام و نشان تک مٹتا چلا جاتا ہی زمینداروں میں اس قدر زوال آگیا ہو کہ جدی تدبیر اصل مالکوں کے ہاتھ سے چھین کر بذریعہ حور و ثت اونے اودنے کاشتکاروں کے حوالے کی جاتی ہیں اصل پوچھو تو وہ اب بڑائے نام رہگیا ہو ورنہ مالک اور غیر مالک میں تفاوت کیا ہی یہاں تک کہ کاشتکار بلا اطلاع مالک زمین میں کنوا کھدوا اور قبضہ جتا آپ مالک بن بیٹھتے ہیں اور چلتے وقت اپنا حق علانیہ دوسرے کے ہاتھ بیچ بانچ مالک کو جواب دے جاتے ہیں معاملہ دیتے وقت اگر ذرا سی بھی کشمکش ہو پڑے تو مالک کو گیدڑ بھبکی کے طور پر دھمکانے یا خفیف بناعہ دعویٰ کرنیکا بھی اختیار نہیں یہاں تک کہ دو روپیہ کے معاملہ پر بھی بیچارہ کو دو آنہ کا اشٹامپ خریدنا اور روانہ کچہری دیکر کچہریوں میں خراب ہونا پڑتا ہی اور انہیں پر طرفہ یہہ کہ عدالت سے صاف جواب ملجاتا کچھ تعجب کی بات نہیں پھر بیچارہ اپنا آپ برباد کرکے کچہری سے آنسو پونچھتا ہوا باہر نکل صبر کرکے گھر جا بیٹھتا ہی یہہ کچھ نوبت برادری کے ہاتھوں ہی نہیں بلکہ رذیل اقوام کے کاشتکار مثلاً چوہڑے چمار وغیرہ برابر عدالت میں مقابلہ پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور برملا فرنگی کے سامنے تاڑ تاڑ جواب دیتے ہیں اگر گانوں میں ہو ویں تو کچھ لحاظ بھی کر جاویں مگر کچہری میں اگر وہ جنکے مونہہ سے کبھی بات تک بھی نہیں نکل سکتی تھی اب امام فن مناظرہ بنجاتا ہی کہاں تک بیان کروں میں تو ان کے ظلم کے مارے سب ورثہ وراثت سے ہاتھ دھو گھر بار تیاگ اس ملک میں آبیٹھا ہوں۔ پہلے سمجھتا تھا کہ یہہ مصیبتیں محض کمبخت مسلمانوں کے ہی حصے میں ہیں اور ہندو لوگ محفوظ ہیں مگر جب دریافت کیا تو فرنگیوں کی شکایت کے معاملہ میں اُن کو کئی قدم بڑھ کر پایا۔ راستہ میں آتے ہوئے برہمن راجپوتوں کے کسی گانوں میں ٹھیرنے کا جو اتفاق ہوا تو ہر چھوٹے بڑے مرد اور عورت کی زبان سے انہیں فرنگیوں کے دکھ کے سوا اور کوئی داد و بیداد نہیں سُنا۔ تعلیم کے نام بنیاد نے انہیں زمینداروں کو لوٹ گھسوٹ ایسے جھگڑے اور حلقے بنا رکھے ہیں کہ سب کا ناک میں دم ہی مثلاً آرائیں جولاہے دیکھیے سب کے سب پڑھ گئے ہیں خوشامد ان کو ذرا شرم نہیں کسی نہ کسی وسیلہ سے مختلف محکموں میں گھس کر نوکر چاکر ہو جاتے اور اشرافوں پر حکومت جتلاتے ہیں اور اشراف بھلے مانسوں کو بھی اپنی عزت کے لالے پڑ رہا چار ناچار انہیں جھک کر سلام کرنا پڑتا ہو گویا یہہ بعینہ وہی نقل ہی کہ ہماری جوتی اور ہمارے ہی سر پر اور جب یہہ حال ہی تو بتلایئے اشرافوں کی زندگی کا کیا لطف ہی۔ ایک اور افسوس کی بات یہہ



ہو کہ ہماری سپہ گری کی بھی کچھ عزت نہیں رہی کالا آدمی جو پلٹن میں سردار ہوتا ہو تو حد صوبیداری کے عہدے تک پہنچتا ہو اور گو وہ ایک سو جوان پر حکومت کرتا ہو لڑائی میں سب سے آگے اور خدمت میں ہر وقت مستعد رہتا ہو مگر تنخواہ اوسکی وہی ستر روپے ہوتی ہو اور ادنے ادنے فوجی انگریز اونکے سامنے جو عمر میں اونکے بچوں کے برابر ہوتے ہیں ہمیشہ ناک گھسنا پڑتا ہو میں یہہ معاملہ پلٹنوں میں بچشم خود دیکھہ آیا ہوں کہ ہر صبح ایک حولدار لفٹینوں کی جماعت کو رائٹ لفٹ سکھلاتا ہو اور ہر شام وہی لوگ اُسکو ڈیم سور کہے بغیر نہیں پکارتے بھلا اسطور کا کارخانہ کب تک چلیگا پلٹن کے دیسی افسروں کو جو جھوٹھہ موٹھہ کورٹ مارشل میں بھی شامل کیا جاتا ہو مگر محض دیسی سپاہیوں کے مقدمات میں حالانکہ ہوتا وہی ہو جو انگریز و نکا ارادہ ہو لیکن جب کسی گورے کا کورٹ مارشل ہوتا ہو خواہ جرم بھی اُسکا از حد سنگین کیوں نہو مگر کیا مجال کہ ہندوستانیوں کو اُس میں دخل ہو وجہ یہہ بیان کی جاتی ہو کہ ان کمبختوں کو معاملہ فہمی کی لیاقت بالکل نہیں البتہ یہہ الزام کسی قدر سچ ہو کیونکہ پلٹنوں میں محض ہتھنق جاٹ چور نیدار کے کام کاج سے جاگ کر آتے ہیں یا اور ارذال پیشہ لوگ کام کے چور جنکے باپ دادو نکو بھی کبھی حرف شناسی نصیب نہیں ہوئی بھرتی کئے جاتے ہیں مین جو شیانہ زندگی بسر کرنیکے بعد جب بوڑھے ہوجاتے ہیں تو کہیں قسمت سے صوبیداری کے عہدے تک پہنچتے ہیں بس انکو معاملات کے سمجھنے میں کیا دخل ورانکے کلام میں مضبوطی کہاں۔ کہیں ان کی پلٹنوں میں اشراف ونکے بچے جو اکثر لکھے پڑھے ہوتے ہیں اور جنکے دماغوں میں ایک قسم کی ذاتی عقل چلی آتی ہو بھرتی ہوتے دیکھتے ہیں۔ اگر انکو فوجوں میں اچھے اچھے عہدے ملنے شروع ہو جاتے تو شاید شکایت کا چنداں موقعہ رہتا۔ باقی آیندہ

بقیہ محمد صاحب نے معجزے کئے ہیں یا نہیں

اور سورہ بنی اسرائیل کی بانویں آیت سے پچانویں آیت تک وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الانہر خللہا تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملئکۃ قبیلا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتبا نقرؤہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ اور بولے ہم نہ مانینگے تیرا کہا جبتک تو نہ بہا نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جاوے تیرے واسطے ایک باغ کھجور اور انگور کا پھر بہا لے تو اُسکے بیچ نہریں چلا کر یا گرا دیوے آسمان ہم پر جیسا کہا کرتا ہو ٹکڑے ٹکڑے یا لے آوے فرشتوں کو اور اللہ کو ضامن یا ہو جاوے تجھ کو ایک گھر سنہری یا چڑھ جاوے تو آسمان میں اور ہم یقین نہ کرینگے تیرا چڑھنا جب تک نہ اوتار لاوے ہم پر ایک لکھا جو ہم پڑھ لیں تو کہہ سبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی ہوں بھیجا ہوا فقط۔ اور اُنسٹھویں آیت وما منعنا ان نرسل بالآیت الا ان کذب بہا الاولون و اتینا ثمود الناقۃ مبصرۃ فظلموا بہا وما نرسل بالآیت الا تخویفا۔ اور ہم نے اس سے موقوف کیں نشانیاں بھیجنی کہ اگلوں نے ان کو جھٹلایا اور ہم نے دی ثمود کو اونٹنی سمجھانے کو پھر اُسکا حق نہ مانا اور نشانیاں جو ہم بھیجتے ہیں سو ڈرانے کو فقط۔ اور سورہ انبیا کی پانچویں آیت بل قالوا اضغاث احلام بل افترہ بل ھو شاعر فلیاتنا بایۃ کما ارسل الاولون۔ یہہ چھوڑ کر کہتے ہیں اُڑتی خواب میں نہیں جھوٹ باندھ دیا ہو نہیں شعر کہتا ہو پھر چاہئے لے آوے ہم پاس کوئی نشانی جیسے پیغام لائے ہیں پہلے۔ اب ان آیتوں پر غور کرو اور دیکھو ان میں صاف پایا جاتا ہو کہ محمد صاحب نے معجزے نہیں کئے۔

ایک دفعہ میں جو الاکمی کو گیا اور ان لوگوں سے ملاقات کی جو معجزے کرنیکا دعوے کرتے تھے اور حقیقت میں لوگوں کو فریب دیتے تھے میں نے کہا کہ مہربانی کر کے مجھے بھی کوئی معجزہ دکھلائیے۔ تب انہوں نے انکار کیا کیونکہ انہوں نے جانا کہ یہہ اچھی طرح سے تحقیق کریگا۔ ایسا ہی جب محمد صاحب اِس دنیا میں تھے تو بہت لوگ ان کو بھی کہتے تھے کہ ہمیں مہربانی کر کے ایسی چند علامتیں جن سے نبوت ثابت ہوتی ہو دکھلائیے تو انہوں نے بھی انکار کیا اور یہہ کہا کہ خدا تعالیٰ نے ایسی علامتوں کا دکھلانا بند کر دیا ہو کیونکہ اگلوں نے جھٹلایا۔ جب یہہ آیتیں ہم قرآن سے محمدیوں کو سناتے ہیں۔ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ عیسیٰ نے بھی کہا کہ برے لوگ نشانی ڈھونڈتے ہیں لیکن اُن کو کبھی دکھلایا نہ جاویگا۔ بیشک جب لوگوں نے مسیح کو آزمانے چاہا اُس نے معجزہ دکھلانے سے انکار کیا۔ لیکن اُسنے یہہ کبھی نہیں کہا کہ خدا تعالیٰ نے ایسی علامتوں کا دکھلانا بند کر دیا ہو اور نہ یہہ کہا کہ سبحان اللہ میں کون ہوں مگر راہ دکھلانیوالا۔

اب ہم اِس سے یہہ معلوم کرتے ہیں کہ محمد صاحب نے کوئی معجزہ نہیں کیا مگر عیسیٰ کو معجزہ کرنیکا کل اختیار تھا اور اگر وہ چاہتا تو اُن لوگوں کو بھی جو اُسے آزمایا چاہتے تھے معجزے دکھلاتا۔

پھر محمدی اقرار کرتے ہیں کہ قرآن خود ایک معجزہ ہی

سمجھو نکو اُسکی عبارت ایسی عمدہ ہو کہ کوئی آدمی اُس کے موافق بنا نہیں سکتا - مینے مانا کہ یہہ سچ ہو مگر سنسکرت کی عبارت بھی بہت ہی اچھی ہو - بیشک کوئی شخص بید کی سنسکرت عبارت کی مانند نہیں بنا سکتا اور بڑے بڑے پنڈت بھی کہتے ہیں کہ بید کی سنسکرت عبارت کی مانند کوئی بشر نہیں بنا سکتا - پھر محمدی کس طرح اُسکو معجزہ کہتے ہیں - اگر کوئی آدمی ایسا بڑا اور سخت دیکھے جس کے برابر اور کوئی بڑا اور سخت نہ ہو تو وہ معجزہ تصور نہیں کیا جاتا - سب لوگ جانتے ہیں کہ داؤد کے وقت ایک پہلوان مسمی گولیاتھا جسے اُسنے مار ڈالا تھا اُس کے قد کے موافق کوئی دوسرا شخص نہ تھا - مگر کوئی شخص اتنے بڑے قد کو معجزہ نہیں کہتا تھا - کوئی محمدی ہومر کی مانند یونانی عبارت اور ورجل کی مانند لطینی عبارت اور کالیداس کی مانند سنسکرت عبارت ہرگز نہیں بنا سکتا ہو - پھر کیا یہہ بھی معجزہ ہوگا - پھر اکثر محمدی کہتے ہیں کہ محمد صاحب کے وقت بھی کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ ایسی عبارت بنانے کی لیاقت رکھتا بلکہ تمام لوگ یہی اقرار کرتے تھے کہ قرآن کی عبارت کے موافق کوئی بشر عبارت نہیں بنا سکتا کون جانتا ہو کہ محمد صاحب کے وقت سب لوگ ایسا ہی کہتے تھے سب دانا آدمی جانتے ہیں کہ آجکل فرانسس جرمنی انگلستان اسٹریا امریکہ وغیرہ ملکوں میں بہت لوگ عبرانی یونانی سنسکرت اور عربی زبان کو بخوبی پڑھتے ہیں اور ان زبانوں کی کتابوں کو اچھا کیا حقہ سمجھتے ہیں مگر کسی شخص نے کبھی نہیں کہا کہ قرآن کی عبارت دوسری زبانوں کی عبارت سے فوقیت رکھتی ہو - اگر محمدی عبرانی یونانی سنسکرت اور لطینی زبان کو تحصیل کریں تو بڑا فایدہ اُٹھاویں کیونکہ ان زبانوں میں نہایت عمدہ اور قدیمی کتابیں لکھی گئی ہیں مثلاً وہ لوگ جو دہلی میں رہتے ہیں اُنہوں نے اور کوئی بڑا عالیشان شہر نہیں دیکھا - وہ تو ضرور یہی کہینگے کہ دہلی کی مانند اور کوئی شہر دنیا کے سطح پر نہیں ہو - اگر وہ اور اور ملکوں کی بھی سیر کریں اور سینٹ پیٹرس برگ وائینا ماسکو پارس نیو یارک لیورپول لنڈن اور وغیرہ شہروں کو دیکھ کر پھر دہلی میں آویں تو دہلی کی تعریف جیسی پہلے کرتے تھے ہرگز نہ کرینگے اور اور شہروں پر اُسے فوقیت نہ دیوینگے - اسی طرح اگر محمدی ہیسیر دیا ستھنز ورجل ہارس ہومر ملٹن وغیرہ مصنفوں کی کتابیں پڑھیں اور قرآن سے اُنکا مقابلہ کریں تو وہ بھی ضرور کہینگے کہ ان کتابوں کی عبارت بیشک قرآن کی عبارت سے عمدہ ہو -

یہہ بھی واضح ہو کہ عبارت مضمون سے ایسی نسبت رکھتی ہو جیسی پوشاک آدمی سے - اسکا مطلب یہہ ہو کہ بُرے لوگ بھی اچھی پوشاک پہن سکتے ہیں اب بہتر یہہ ہو کہ ہم عبارت کی فکر ہرگز نہ کریں - لیکن مطلب پر خوب غور کریں اگر قرآن کی تعلیم سب مذہبی کتابوں کی تعلیم سے اچھی ہو تو ہمیں اُسکو ضرور خدا کا کلام سمجھونگا اور مانونگا لیکن اسکا ذکر آگے کیا جاویگا - پھر محمدی کہتے ہیں کہ محمد صاحب کے پیروؤں نے بیشمار معجزے کئے ہیں اِس بات کا ذکر کرنا لاحاصل ہو کیونکہ جب محمد صاحب کے معجزے ثابت نہ ہوئے تو اُن کے پیروؤں کے معجزے کس طرح ثابت ہو سکتے ہیں + باقی آیندہ

سچ تو ہیرا مرشد ہی ۔۔۔ تو مجھے دے تعلیم
کہ قول کلام جو تیرا ہو ۔۔۔ سو ہو تو بہ تعلیم
تو سوتا ہو سچائی کا ۔۔۔ تعلیم ہو تیری خاص
جو طالب ہو سچائی کا ۔۔۔ سو پاویگا تجھ پاس
تو زندگی کا ہو چشمہ ۔۔۔ حیات تو مجھے دے
نادان ہوں میں اور گنہگار ۔۔۔ تو میری خبر لے

خاتمہ مقدمہ گائیکوار

مقدمہ گائیکوار کا تو ختم ہو چکا تھا اور جو کچھ کمیشن نے اپنا فیصلہ دیا وہ بھی سب کو معلوم ہو اور جناب لارڈ نارتھ بروک کا حکم اظہر من الشمس ہو اب صرف صاحب سکرٹری اسٹیٹ یعنی وزیر ہند کا فیصلہ اس مقدمہ میں دیکھنا تھا سو وہ بھی ظاہر ہو گیا جنے اُس فیصلہ کو بغور دیکھا جسے صاف ظاہر ہو کہ جب کسی رئیس خود مختار کی ریاست کا انتظام خراب ہو تو گورنمنٹ انڈیا مداخلت کرنے کی مجاز ہو - اکثر لوگونکو اسبارے میں شک تھا کہ ایسا مجاز گورنمنٹ انڈیا کو نہیں ہو - برٹش گورنمنٹ کا خاص کام ہو کہ وہ ہر شخص کے عمدہ انتظام کی نگران رہی اور ظلم و زیادتی نہونے پاوے - چونکہ سرکار نے ہندوستانی ریاست سے یہہ اختیار لے لیا ہو کہ وہ اپنے رئیس پر کسی نوع کا دعویٰ سرکار برٹش میں پیش کرے لہذا سرکار کو واجب ہوا کہ اُنپر کسی طرحکا ظلم و جبر رئیس کی طرف سے نہونے پاوے - اور اگر کوئی رئیس اپنی حرکات ظالمانہ سے باز نہ آوے تو اُسکو معزول کرنا مناسب ہو -

انگلستان کا مجاز ہندوستانی خود مختاری ریاستوں پر اسلئے ہو کہ سرکار کی حکومت بڑی ہو بوجہ بد انتظامی اور خرابی کے اول بڑودہ میں کمیشن مقرر ہوئی تھی اور وزیر ہند نے اُنکو مہلت دی تھی تاکہ اپنی عادات درست کریں لہذا حضور ویسرائے نے بھی گائیکوار سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم اپنے اطوار درست کروگے تو ریاست تمہاری قایم رہیگی - اس سے یہہ کچھ غرض نہ تھی کہ اگر وہ اپنے اطوار و عادات سنبھالیں تو بھی اُنکی ریاست قایم رہیگی اور نہ کچھ یہہ لازم تھا کہ اخیر سال تک گائیکوار

کو گدی پر رہنے دیں حضور ویسرائے کو اختیار تھا کہ جب چاہتے گدی سے اُتار دیتے کیونکہ گائیکوار کی عادت کچھ درست نہ ہوئی تھی بلکہ روز بروز بگڑتی گئی۔ مفضول خرچی میں ترقی ہوئی فوج کو تنخواہ نہ دی جو دیوان عمدہ انتظام کے لئے مقرر ہوئے تھے اُنکی ہتک حرمت کے سبب سرداروں کو دشمن بنا لیا اور رعایا پر اس قدر ظلم ہوا کہ وہ آمادہ غدر تھی سب سے بڑھکر یہہ ہوا کہ مقدمہ زہر خورانی کا قایم کیا گیا لارڈ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ تین یورومین افسر جو کمیشن تھے بہت لایق اور تجربہ کار ہیں اُنہوں نے گائیکوار کا جُرم ثابت کر دیا اور ہندوستانی ممبروں نے مذبذب فیصلہ لکھا نہ بری کیا نہ ماخوذ ہو ظاہر اگر ملہراؤ پھر مسند نشین کئے جاتے تو صریح غلطی ہوتی۔

چاہے اس فیصلے سے کوئی کچھ ہی معنے نکالے مگر کسی طرح یہہ شخص یعنی گائیکوار لایق ریاست کے نہ تھے کیونکہ یہہ پھر متمکن ہوتے تو رعایا پر وہ ظلم ہوتا کہ ہر ایک کو زیست دشوار ہو جاتی لارڈ نارتھبروک صاحب نے جو کمیشن مقرر کی اُسکا عمدہ نتیجہ تھا۔

صاحب سکرٹری اسٹیٹ کو جو دلیل لیاقت ہندوستانی رئیسوں کی معلوم ہوگی۔ چنانچہ صاحب موصوف اپنے مراسلہ میں جو اُنہوں نے اِس معاملہ میں لیسرٹے ہند کو لکھا ہو اُس کے گیارہویں فقرے میں تحریر فرماتے ہیں کہ راجہ اور امرا کو اتنی قانونی لیاقت نہیں ہوتی کہ وہ ایک ایسی تحقیقات میں مصروف ہوں جس میں ہر طرح کی شہادت لیجائے اور غور و تامل کے ساتھ فیصلہ کیا جائے ہندوستان کے راجہ اور امرا کو انگریزی قانون کی عدالتوں کی رسوم اور انگریزی وکیلوں کی ہوشیاری اور تیز فہمی کا کبھی تجربہ نہیں ہوا۔ اس لئے یہہ سب چیزیں اُن کو غیر معلوم ہوتی ہیں الخ

بڑے افسوس کی بات ہو کہ صرف ایک ظالم شخص کے اعمال سے تمامی راجہ مہاراجے نواب و امرا پر یہہ حرف آگیا کہ ہندوستان کے جتنے امیر ہیں وے تجربہ کار نہیں ہیں اور افسوس کی کوئی جگہہ بھی نہیں ہو کہ تجربہ کاری تو کام کرنے سے آتی ہو جو وے کام کرتے ہیں اُنمیں ضرور پکے تجربہ کار ہیں۔ یعنے رعایا پر ظلم کرنا۔ غریب رعایا کی بہو بیٹیاں اپنا مال سمجھنا ناچ تماشا میں دن کیا بلکہ رات بھی صرف کرنا۔ مفضول خرچی کو تام آوری خیال کرنا۔ قرم سلق و چغلخوروں کو اپنا مصاحب بنانا۔ خوشامد پر اہلکاروں کے ترقی کا مدار ٹھہرانا۔ اولاد کو علوم سے محروم رکھنا اور تعلیم نہ دینا۔ لذائذ نفسانی کو ہر ایک کام دین و دنیا سے مقدم سمجھنا جب ان باتوں میں کامل تجربہ رکھتے ہیں تو عدالت قانونی انصاف پروری کا تجربہ نہ سہی۔

اے ہمارے ہندوستانی رئیسو ذرا خواب غفلت سے بیدار ہونا چاہئے کیونکہ تمہاری نیکنامی کا آوازہ اب بہت دور تک پہنچ گیا ہو اگر ابکے کوئی بھی رئیس بگڑا پھر یہہ جانو کہ کسی کا اعتبار نہیں رہیگا۔ آگے اختیار بدست مختار۔

عبد اللطیف

مراسلات

جناب مہتمم صاحب اخبار نور افشاں

تسلیم۔ ایک مضمون دربارہ کفایت شعاری آپکے اخبار نمبر ۲۷ مطبوعہ ۱۰ جولائی و اخبار وکیل ہندوستان نمبر ۲۸ مطبوعہ ۱۳ ماہ حال بندہ کی نظر سے گذرا مضمون درحقیقت نہایت موزون و پند آمیز پایا۔ پروفیسر صاحب نے کیا عمدہ طور پر اپنی فیاض دلی کو جو اظہر من الشمس ہو اِس کفایت شعاری کے بارہ میں ظاہر فرمایا اور ہر شائق کفایت شعاری کو اپنا ممنون بنایا۔ کئی شخص بندہ کے پاس موجود تھے کہ جسوقت یہہ مضمون اس خاکسار نے پڑھکر سُنایا سُنتے ہی ایک اُن حاضرین میں سے یہہ زبان پر لایا کہ کیا خوب ماسٹر رام چند صاحب نے کفایت شعاری کو کیا خوب نبھایا۔ دوسرا یوں بول اُٹھا کیوں نہ ہو ہم نے تو ماسٹر صاحب کی کفایت شعاری کا حال خوب سُنا ہو الا جیسا سُنا تھا ویسا ہی پایا تیسرا اُن ساری باتوں کو خوب غور سے سن سُنکر خوب مسکرایا چوتھے نے جو کچھ کچھ کفایت شعاری میں قدم رکھتا تھا پوچھا کہ ای صاحب سچ تو کہو آپنے کیا پایا۔ جواب دیا کہ سبق کفایت شعاری جسکا ابھی ذکر آیا اور یہہ کہکر بندہ کیطرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ کہئیے صاحب اب آپ کیا کہتے ہیں آپکا تو یہہ مقولہ ہو کہ جس نے دنیوی چیزوں پر اپنا دل لگایا اُس نے اپنی عمر کو گویا مُفت گنوایا اب یہہ تو فرمائیگا کہ پروفیسر صاحب نے کہ جو آپکے ہی ہم قوم ہیں۔ برعکس اوسکی کفایت شعاری کا حال جو ہر حال دنیوی خیال اور جی کا وبال ہو کیوں سبق پڑھایا۔ مینے جواب دیا اسلئے کہ اُستاد بھی ہیں سب نیک اُستادوں کا ہمیشہ یہی کام ہو کہ ہر خاص و عام کو حتی الامکان نشیب و فراز سے آگاہ کریں اِس پر یہہ جواب دیا معلوم ہوتا ہو کہ پروفیسر صاحب کی لوقا کے بارہویں باب کی بیسویں آیت کے مضمون پر کہ جس پر آپنے گذرے ہفتہ ہم کو ایک طول طویل نصیحت فرمائی تھی اور جسکا یہہ مضمون ہو (خدا نے کہا کہ اے نادان اِس رات تیری جان تجھ سے مانگینگے پس جو تو نے تیار کیا کسکا ہوگا) کم توجہ ہو ورنہ ضعیفی کی ناداری و جوانی کی کفایت شعاری کا کچھ خیال نہ ہوتا

ہیے جوابد یا البتہ آپکا یہہ فرمانا بجا ہی بس اگر آپکو یہہ پسند آیا تو اور کیا چاہئے آپنے سب کچھ مانا اب خاطر جمع رکھئیگا آپکو انشا اللہ اس عقیدہ پر بشرطیکہ سچ ہوا ایام پیری میں بھی ماشا اللہ جیسا کہ اب کسی نوع کی ناداریکا خطرہ نہوگا جیسا کہ لکھا ہی (کہ باگہ یعنے شیر باوجودیکہ نہایت زور آور ہی بھوکھے اور حاجتمند ہوتے مگر میرے بندوں یعنے ایمانداروں کو کسی نعمت کی کمی نہیں) لیکن پھر بھی اگر کفایت شعاری کو بھی عمل میں لائیں تو کیا قباحت کیونکہ شاید آپکو معلوم ہوگا کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ نے اُن فقیہوں اور فریسیوں کی نسبت کہ جو بزرگوں کی روایتوں پر بہ نسبت حکم الٰہی کے چلنا دوست رکھتے تھے فرمایا کہ کیا خوب ہوتا کہ وہ اِس کو یعنے حکم الٰہی کو دل سے مانتے اور اُسکو بھی نہ چھوڑتے علے ہذا القیاس اِسی طرح وہ جو دل وجان سے اپنا توکل خداوند پر رکھتے اور اُسکے حکموں سے داہنے یا بائیں نہیں موڑتے ہیں کفایت شعاری کو بھی روایت وہدایت بزرگانہ سمجھکر جزوی طرح عمل میں لاتے رہیں تو کچھ قباحت نہیں کیونکہ سرمایہ ہی بخشش الٰہی ہی اور کیسی کچھ بڑی بخشش۔ شاید آپنے پرچہ نور افشاں ہفتہ گذشتہ میں یہہ شعر پڑھا ہوگا **شعر** ای زر نہیں یہہ تاب کہ تجکو خدا کہوں + دل میں مگر یہہ آتا ہی حکم خدا کہوں + تو دیکھنا چاہئے کہ حکم خدا ہم کو کس قدر عمل میں ضرور ہی بس جب کہ اُس کی یہہ جنس ہو تو کیا فضول سمجھ کر فضول خرچی میں اُڑائیں یا کہ کفایت شعاری سے استعمال میں لائیں زر بھی دنیا میں کچھ چیز نہیں شاعروں کا یہہ قول اِس موقعہ پر خوب ٹھیک ہی کہ زر ہی تو زر ہی ورنہ بڑا وہ کا خر ہو۔ ساری باتیں اِس ہی سے سوجھتی ہو بقول شخصے۔ زر نیست عشق ٹیں ٹیں۔ کیا خوب آپنے تو بہت کچھ کہا مگر ہم یہہ نہ جانتے تھے کہ زر بھی حکم خدا ہی ہمنے تو آپ ہی سے بارہا یوں سُنا ہی کہ زر کی دوستی خدا کی دشمنی ہی پھر یہہ کہ ایک خادم دو آقاؤں کی خدمت نہیں کر سکتا یعنے خدا اور دولت بس اگر ہم کفایت شعاری پر کمر باندہیں تو پھر خدا حافظ ہی اور کار خیر سے ہاتھ اُٹھانا ہی کیونکہ یہہ صرا سر جوڑنا اور بٹورنا ہی جتانی ہی دینے کا تو کہیں نام ونشان بھی نہیں کہاں سے ہو اُس کل لفظ کفایت شعاری میں کہیں بھی حرف دال نہیں پایا جاتا خیر اب تو تسلیم عرض کرتا ہوں پھر کبھی اِس کفایت شعاری کے معاملہ میں گفتگو رہیگی یعنے کہا اب یہہ تو سہی ہمارا یہہ مطلب نہیں کہ ایسی کفایت شعاری کریں کہ دینے لینے ہی سے ہاتھ اُٹھائیں اور نہ جناب پروفیسر صاحب ہی کا یہہ مطلب معلوم ہوتا ہی کہ زر دوست بنجائیں بلکہ یہہ کہ موقعہ موقعہ سے تصرف میں لائیں مگر آپ یہہ تو فرمائیے کہ آپنے اِسکو اپنے اول فقرہ میں جی کا وبال کیوں ٹھہرایا جوابدیا کہ اب وقت تنگ ہی ورنہ جواب دیتا مگر کیا مضایقہ ہی اگر پروفیسر رام چند صاحب اِس میں کچھ استفسار کرینگے تو میں بسروچشم جواب معقول پیش کرونگا مگر حقیقت تو یوں ہی کہ اپنے دل پر تو آپکی وہ نصیحت جو آپنے ایک وزر وعظ کے کسی باب میں سے فرمائی تھی (کہ آدمی کے لئے اور چیز مطلق نہیں مگر یہہ کہ کھاوے پیوے اور خوبی کو دیکھے کیونکہ یہی اُسکی قسمت ہی) اثر کر گئی اِسی وجہ سے کفایت شعاریکا ذرا بھی خیال نہیں جمتا اور نہ وقت ضعیفی کا بھی کچھ خطرہ ہی بقول شخصے جب دانت نہ تھے تب دودہ دیو + اب دانت دئیے کہا ان نہ دیگو + اپنا تو یہی عقیدہ ہی بقول شخصے جاکے جا سی لگن ہی وا ہی وا کو رام + روم روم میں بس رہو نہیں کا ہو سے کام + رہے یہہ سب حضرات جو سودہیں ہیں دیکھیں انکا خیال کس طرف رجوع ہوتا ہی یا تو اپنے خیال سے انشاء اللہ چند روز میں بہ نسبت کفایت شعاری کے بُرا لوح اُٹھانے پڑینگے میں بھی اِس کے جواب میں یہہ کہکر رخصت کیا مگر چلتے وقت یہہ بھی کہہ دیا کہ تو سب اُس ہی کو قبول کر سکتے ہیں اور نہ اِس کو ہی مگر جو جس کو بخشا جائے +

الراقم جیمس امریل از روڑکی

خط

مہتمم صاحب نور افشاں سلامت

بعد تسلیم۔ آپکی خدمت میں چند سطریں ارسال کرتا ہوں امید کہ آپ اپنے اخبار گوہر بار میں درج فرما کر بندہ کو ممنون فرماوینگے +

ناصر الاخبار کا دہوکہہ

آج ہمارے پاس اخبار نور افشاں نمبر ۲۹ مطبوعہ ۲۲ جولائی ۱۸۷۹ء پہنچا جب اُسکو مطالعہ کیا تو صفحہ نمبر ۲۳۰ کے سرے پر جسکا عنوان (دہوکہہ) لکھا تھا دیکھنے میں آیا جناب من کیا آپکے پاس اخبار ناصر الاسلام کا پرچہ نمبر ۵ ناصر الاخبار نمبر ۱۹ کے ساتھ نہیں پہونچا شاید پہونچا ہو تو آپ لکھنا بھول گئے ہونگے۔ کیونکہ جو ناصر الاخبار نمبر ۱۹ ہمارے مشفقی مکرمی نواب علیمحمد خانصاحب کے یہاں آیا ہی جب اُسکا لفافہ اُتارا تو ناصر الاخبار میں سے ایک پرچہ ناصر الاسلام نکلا۔ جب ناصر الاسلام کو ناصر الاخبار میں سے علحدہ کیا تو ناصر الاسلام سے ایک پرچہ اخبار مہر درخشاں پایا۔ جب مہر درخشاں کو کھولا تو اُسکے اندر سے ایک پرچہ جسکی پیشانی پر لکھا ہوا ہی (خیر خواہ عالم کا پاجی پن) جب اُسکو مطالعہ کیا تو صاحب مہتمم خیر خواہ عالم کی ہجو اور مذمت کو پایا جسکا بیان کرنا ہمکو زیبا نہیں ہی کیونکہ ہمارے قلم سے خدا کسی کی ہجو نہ کراوے۔

اب ہم براہ مہربانی جناب سید محمد نصر تعلے صاحب مہتمم

نامہ الاخبار کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ آگے کو ذرا ہوشیار ہو جاویں۔ کیونکہ وہ تمام اخباروں کے عیب نکالتے ہیں اگر انکی عیب جوئی دیکھی جاوے تو اور اخباروں سے زیادہ ہے۔ زیادہ شوق

راقم ایکا محب صادق۔ محمد شاہ خلف خواجہ احمد شاہ مہتمم کوٹھی نمبر ۳۰ مقام لودیانہ

نور افشاں ہم کو اور تو کچھ افسوس نہیں ہے صرف اتنا افسوس ہے کہ جس مطبع سے چار اخبار جاری ہوں وہاں آدہ آنہ کے واسطے کیوں خیال کیا جاتا ہے دوسرے سرکار کا نقصان بھی اس میں متصور ہے اگر ایسا ہی ہوا تو ایک نہ ایک دن آدہ آنہ کا عوض نکل جاویگا اور وہ مثل صادق آویگی کہ گناہ ویا بیہلی رہی ❊

اخبارات ملکی و ولایتی

کشتی ڈوب گئی۔ دہلی گزٹ انگریزی آگرہ خبر دیتا ہے کہ بویا گھاٹ پر یہاں ایک کشتی ڈوب گئی جس میں ۱۹ نوجوان لڑکوں کا زیان جان ہوا۔ اتنی نوجوان جانوں کا نقصان ہونا موجب کمال رنج و افسوس کا ہے۔

خیبر۔ خیبریوں نے ان دنوں امیر صاحب کابل کو خبر دی تھی کہ ہماری قوم نے تمام سامان لڑائی کا بڑی حفاظت کے ساتھ پشاور سے براہ خیبر لالپورہ تک پہنچا دیا اور باقیماندہ بھی جلد پہنچایا جاویگا اسپر امیر صاحب کابل نے فرمایا کہ اس حسن خدمت کی بابت میں تمکو خلعت و انعام دونگا اور اپنا منشا ظاہر کیا کہ عام کی آمد و رفت کیواسطے خیبر کا رستہ جاری کیا جاوے ❊

کلکتہ میں جناب پادری ہامن صاحب نے مسمیان بابو برسنو کمار رائے و مسٹر ڈیویڈ فلپ بپتسمہ دیا۔ یہہ مسٹر ڈیوڈ فلپ صاحب بڑے ذی علم اور ماہر شخص ہیں اور ان کی تصنیفات سے بھی چند کتابیں مشہور ہیں۔

شاہزادہ ایڈنبرا حسب اتفاق ماہ حال میں بطور سیاحت کے روس کو تشریف لیجاوینگے۔

صدمہ سخت صوبہ گینڈا واقع امریکہ جنوبی میں ایک سخت بہونچال آیا جسکے صدمہ سے پانچ شہر غارت ہوگئے اور ۱۴ ہزار آدمی جان سے گئے۔

پختہ تجربہ کاری ہرلڈ نیویارک کے ایک نامہ نگار نے اپنے آپ کو تیس روز کی قید کرائی بدین نیت کہ اور سب جگہ کے حالات معہ عیوب کے میں لکھ سکتا ہوں مگر جیلخانہ کے حالات بغیر قید کے بھگتے معلوم ہونے مشکل ہیں نامہ نگاری بھی اسی کا نام ہے۔

نیا مشن اسکاٹلینڈ کے عیسائی ایک مشن افریقہ کے وسط میں بنانا چاہتے ہیں چنانچہ اس نیک کام کے واسطے مبلغ ساٹھ ہزار روپیہ بھی بطور چندہ کے جمع ہوگیا ہے اور ایک اعلے اسکول و دیگر کارخانہ وغیرہ حرفت کاری کے جاری کرنیکا بھی ارادہ ہے۔ خدا کامیاب کرے۔

پانی کا طوفان ۲ جولائی کو مقام پا میں میں پانی کا بڑا طوفان آیا دریا کے کنارے سے پانی ابل اٹھا ۳ فٹ شہر کے گلی کوچوں میں پانی چڑھ آیا بہاری چشمہ بھی ابل گئے شہر کے اردگرد بھی پانی بھر گیا۔ مسافروں کی آمد و رفت اور ریلوے کی خط و کتابت بند ہوگئی۔ سکر کا پل پانی کے طوفان سے ٹوٹ گیا۔

گورنمنٹ رپوٹر مسٹر رابنسن صاحب جو بریلی کالج سے تبدیل ہوکر میور سنٹرل کالج الہ آباد میں آئے تھے عہدہ گورنمنٹ رپوٹر ورنیکولر پریس آف اپرانڈیا پر مقرر ہوئے اور جنروں جو مہر بند پڑی تھیں اب چھاپکر افسران گورنمنٹ کے پاس بھیجی گئیں۔

شاہزادہ ولیمس صاحب بمبی میں ۰ نومبر کو داخل ہونگے۔

بیماری مویشی سلہٹ اور کچار میں بیماری چارپایوں کی کم ہوتی جاتی ہے۔ شلنگ سے بالکل جاتی رہی۔ کامروپ اور دروگڈہ میں سخت خراب بیماری پہیل رہی ہے۔

سلطان زنجبار لنڈن میں پہنچے اور ان کی ہمشیرہ جرمن کے کلرک کے ساتھ بھاگ گئی تھی معہ اپنے بال بچوں کے ہمراہ سلطان زنجبار کے آنے کو راضی ہے۔ کہتے ہیں کہ اسی لئے بھائی اسکا لنڈن گیا ہے۔

کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ سلطان کی بہن ایک ادنے آدمی کے ساتھ بھاگ جاوے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سلطان نے اس کی شادی نہیں کی ہوگی جس کا نتیجہ یہہ نکلا۔

یارقند کا رستہ مسدود ہے۔ تجار گھبرا رہے ہیں۔ لنڈن سے جو بعض قافلے آنے والے تھے وہ بھی نہیں آئے۔

امرتسر میں آتشباز اپنے کمبخت پیشہ کا کام کر رہے تھے یعنے باروت چکی میں پیس رہے تھے یکایک اس میں سے آگ نکلی دو تو وہیں آناً فاناً میں بھسم ہوگئے دو زخمی ہوئے۔ حقیقت میں یہہ پیشہ بڑا نازک اور سخت بیہودہ ہے۔

مدرسہ پیمایش صاحب ناظم تحریر فرماتے ہیں کہ بنیر پیمایش سکھانیکے لئے ایک مدرسہ کھولا جاویگا۔

ہم کو امید ہے کہ پنجاب میں بھی ایسا مدرسہ جاری ہوگا۔

صوبہ اودھ کے ۵۰ دیسی صاحبوں نے سرکار کو مبارکباد دی اور اُس مبارکباد دینے کا یہہ باعث ہے کہ اُنہوں نے واسطے رفاہ عام کے تالاب و چاہات وغیرہ بصرف کثیر بنوائے جسکی تعداد ۱۲۵۳۷ روپیہ ہے جس میں جناب مہاراجہ صاحب بلرام پور نے مبلغ چھہ ہزار روپیہ واسطے ایک تالاب کے دئیے۔

نمایش تصویرات ۲۵ ستمبر ۱۸۷۵ء کو ایک جلسہ شملہ میں ہوگا جہاں عمدہ عمدہ تصاویر دکھائی جاوینگی اور جسکی تصویر بنائی ہوئی پسند آوے گی اُس کو انعام دیا جاویگا۔

آتش زدگی۔ سری نگر خاص میں آتش زدگی وقوع میں آئی جس کے سبب ۱۵ سو مکانات وغیرہ ۳ گھنٹہ میں جلکر خاکستر ہو گئے۔

یقین کہ جتنے مکانات جل گئے ہیں اب اگر بنوائے جاویں تو پتھر و اینٹ وغیرہ سے بنوائے جاوینگے۔

شاہ قسطنطنیہ نے ایک لیڈی صاحبہ جو فن ڈاکٹری میں اچھا ملکہ رکھتی ہیں شہر پیرس سے واسطے اپنے حرم سرا کے بلوائی ہیں تاکہ ہر ایک کی بیماری وغیرہ کا علاج معالجہ بخوبی ہوتا رہے۔ شاہ صاحب کی اتنی عورتیں ہیں کہ کئی ڈاکٹرہ بھی ہوں تو اُن کو علاج معالجہ سے فرصت نہ ہو۔

شہر بمبئی سے ششماہی گذشتہ میں اسقدر روئی ولایت کو گئی کہ پہلے کبھی اتنے عرصہ میں نہیں گئی تھی چنانچہ دس لاکھ چوہتر ہزار ایک سو ۹۲ گٹھ روانہ ہوئی۔

خودکشی وڈی کم صاحب جج عدالت کراچی اپنا گلا ایک اُسترہ سے کاٹکر مر گئے۔ باعث خودکشی کا ابھی معلوم نہیں ہوا۔

نیا خبط۔ کلکتہ میں جو پانی نل کے ذریعہ سے لوگوں کے گھروں میں آتا ہے اُس پر ایک شخص مسمی پنڈت تارا ناتھ فتوی دیتا ہے کہ اس پانی کے پینے سے جسم نجس ہو جاتا ہے۔ مگر اُس کے فتوی کو کوئی قبول نہیں کرتا شاید پنڈت جی کے دماغ میں کچھ خلل آگیا ہوگا۔

شملہ میں چار آدمیوں نے دین حق کو تحقیق کر کے اصطباغ پایا۔

کسولی۔ علاقہ کسولی میں آجکل بیماری بہت پھیلی ہوئی ہے اس سبب سے سرکار نے حکم دیا ہے کہ جو لوگ کسولی کے جانے والے ہیں وہ دوسرے راستہ سے جاویں اُن گاؤں میں ہو کر نہ جاویں جہاں بیماری کی کثرت ہے اگرچہ مسافروں کو کسی قدر راہ دراز سے جانا پڑیگا مگر امن میں رہینگے ورنہ کسولی خاص میں بھی احتمال ہے کہ مرض پھیل جاوے اور یہہ بیماری وبا کی قسم میں سے ہے۔

شہزادہ ویلیس ٹیمس آف انڈیا مطبوعہ ۱۰ جولائی ۱۸۷۵ء سے مدرک ہوا کہ ابھی تک کوئی سرکاری تحریر گورنمنٹ بمبئی کو دربارہ تشریف آوری شہزادہ ویلز کے نہیں آئی ہے مگر جو خبر لنڈن سے آئی اُس سے معلوم ہوا کہ حضور موصوف ۸ نومبر کو ہندوستان میں داخل ہونگے ہم صحیح لکھتے ہیں کہ شاہزادہ ممدوح کی تشریف آوری کے سامان ہو رہے ہیں۔ بذریعہ تار برقی کے دو ایک روز میں معلوم ہو جاویگا کہ مسٹر ڈسریلی صاحب نے مصارف سفر ہندوستان کا کیا تخمینہ کیا۔ یہہ بھی تحقیق ہوا کہ شاہزادہ صاحب پہلے بمبئی میں داخل ہوں گے اگر ایسا ہوا تو نہایت خوشی کا مقام ہے۔ یہہ مقام ہندوستان میں اول درجہ کا ہے۔

لودیانہ۔ تین چار روز تو گرمی کی بڑی شدت رہی مگر پرسوں کے باعث برس جانے مینہہ بیرونجات کے ہوا سرد آتی ہے۔ آج بادل کی گرج مینہہ کی امید دلاتی ہے خدا جلد مینہہ برساوے۔

ہفتہ گذشتہ میں احمد جان سوداگر نے خراب گوشت فروخت ہوتا ہوا پکڑا مگر قصائی سنت خوشامد سے چھوڑا کر لے گئے۔ اگلے روز مداخلت بیجا قائم کر کے قصابوں نے عدالت میں نالش دایر کر دی۔ تاریخ کے گذرنے پر عدالت نے احمد جان پر مبلغ ۵ جرمانہ کیا یقین کہ اب کوئی خراب شے کو نہیں پکڑیگا

سنیچر کے روز لودیانہ سے کچھ فاصلہ پر جنگل میں آگ لگی تلیونکی جھونپڑیاں جلکر خاکستر ہو گئیں۔

انتخاب گورنمنٹ گزٹ پنجاب

مطبوعہ ۲۲ جولائی ۱۸۷۵ء

جناب صاحب لفٹنٹ گورنر پنجاب حکم دیتے ہیں کہ فی الحال منصفان جدید کو اختیارات تحصیلدار عطا کئے گئے ہیں اور وہ اُن تحصیلوں میں کہ جہاں وہ مقرر کئے گئے ہیں اُنکو عمل میں لانیکے مجاز ہونگے۔

کپتان سی ایچ ٹی مارشل اسسٹنٹ کمشنر انبالہ کو ۱۵ یوم کی رعایتی رخصت ۱۶ جولائی ۱۸۷۵ء قبل از دوپہر عطا ہوئی۔

پنڈت بالکشن ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ محکمہ ٹیکا کو جو بموجب گورنمنٹ گزٹ مطبوعہ ۱۱ مئی ۱۸۷۵ء کے ۱۵ یوم کی رعایتی رخصت عطا ہوئی تھی وہ منسوخ کی گئی۔

مطبع امریکن مشن لودیانہ میں باہتمام پادری ویری صاحب کے چھپا